QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اموروحی سے متعلق امریکی مستشرقین کے فکری رجحانات کا جائزہ

A review of the intellectual trends of American orientalists regarding matters of revelation.

محمد مصور

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

ڈاکٹر محمد حامد رضا

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

Abstract

This study explores the intellectual trends of American orientalists concerning the concept of *wahy* (revelation) in Islam. Revelation, as understood in Islamic theology, is the divine communication through which Allah conveys His message to His chosen prophets. While Muslim scholars regard *wahy* as a transcendental and metaphysical reality beyond human comprehension, American orientalists have approached it from secular, psychological, and historical perspectives. Thinkers such as William James, Montgomery Watt, and John Wansbrough interpret revelation not as a supernatural event but as a subjective, spiritual, or socio-cultural phenomenon. They argue that the Prophet Muhammad's revelatory experiences reflect intense inner consciousness, poetic creativity, or social reformist inspiration rather than direct divine speech. These interpretations align with the broader Western intellectual tradition that seeks natural explanations for religious experiences. However, such views often overlook the internal coherence, transformative power, and divine authenticity claimed by Islamic revelation. The study critically examines these orientalist perspectives, highlighting their methodological biases, epistemological limitations, and their divergence from the Qur'anic worldview. It concludes that while American orientalists have contributed to expanding the academic study of revelation, their analyses remain confined within humanistic frameworks that fail to grasp the transcendent essence of *wahy* as a divine-human encounter central to Islamic belief.

Keywords: Revelation, Wahy, American Orientalists, Islamic Thought, Psychology of Religion, Hermeneutics, Divine Communication

وحی کا تعارف

وحی وہ ذریعہ علم ہے جس سے اللہ اپنا کلام اپنے منتخب پیغمبروں تک پہنچاتا ہے۔ ان کے واسطے سے یہ انسانوں تک پہنچتا ہے۔ یہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک مقدس تعلیمی رابطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا مشاہدہ صرف انبیاء کرام کو ہی ہوتا ہے، دوسرے انسان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ ٹھیک ٹھیک اس کی حقیقت کا ادراک کر سکے۔ تاہم علماء سلف نے اپنی فہم و بصیرت کی روشنی میں اس کی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے، مگر اس سے بھی صحیح صورتحال کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت ابن عباس نے ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا خدا کی طرف سے کسی نبی کے قلب میں کسی چیز کے القا کا نام وحی ہے۔[1]

[1] محمد انور شاہ کشمیری، فیاض الباری علی صحیح البخاری، قاہرہ: مطبع حجازی، 1938ء، 14۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

شیخ محی الدین اکبر نے وحی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو چیز کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی اس کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔[2]

بعض علماء نے حقیقت وحی کی وضاحت کے لیے علماء متقدمین اور فلاسفہ کی بحثوں کا احاطہ کیا ہے، اور ان میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ بھی اس نقطہ پر آکر متفق ہو جاتے ہیں کہ اس کا صحیح ادراک بجز خدا اور اس کے رسول کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔

معنی و مفہوم:

وحی کے معنی اشارہ کرنا، پیغام دینا، دل میں بات ڈالنا، چھپا کر بولنا اور جو کچھ خیال میں ڈالا جاتا ہے، لیکن اہل لغت کے نزدیک اس کے معنی ہیں، کسی سے اس طرح چپکے چپکے باتیں کرنا کہ کوئی دوسرا اس کو سن نہ سکے۔ زبیدی نے لکھا ہے کہ 'وحی' اور 'ایحا' عربی زبان کے الفاظ ہیں اور لغت میں ان کے معنی ہیں بہ سرعت کوئی اشارہ کر دینا، خواہ یہ اشارہ رمز و کنایہ کے ذریعے کیا جائے خواہ کوئی بے معنی آواز نکال کر، خواہ کسی عضو کو حرکت دے کر یا تحریر نقوش کے ذریعے۔ ہر صورت میں لغتہ اس پر یہ الفاظ صادق آتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی متعدد معنوں میں وارد ہوا ہے جیسے:

"وَاِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـئِهِمۡ لِيُجَادِلُوۡكُمۡ "[3]

"اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں"

وحی کا لفظ کام کرنے کے معنی میں بھی وارد ہوتا ہے:

"فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا‌ ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا‌ ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ"[4]

"اور ہر آسمان میں اس کا قانون نافذ کر دیا ہے۔"

ان آیات پر غور کریں تو وحی کے تعلق سے تین باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وحی کے ذریعے اللہ اپنی تمام مخلوق کو کام کرنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھاتا ہے، اسے وحی جبلی یا طبعی کہا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ اس کے ذریعے اللہ تعالی اپنے کسی بندے کو کسی خاص بات سے متعلق کوئی ہدایت یا علم دیتا ہے یا نزبیر بناتا ہے۔ اسے وہی جزی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں سے مختلف وحی نبوت ہے، جو انبیاء اور رسولوں کے لیے خاص ہے، اس پر ایمان لانا اور اس کی پابندی انسانوں پر فرض ہے۔

شرعی اصطلاح میں وحی خاص اس ذریعہ غیبی کا نام ہے جس میں کسی نبی کو بغیر کسی قسم کی نظر و فکر محنت و اکتساب، تجربہ و استدلال کے محض اللہ تعالی کے فضل و عنایات سے کوئی بات معلوم ہو جائے۔ اس لفظ کا استعمال اس خاص معنی میں اس کثرت سے ہوا ہے کہ اس میں منقول شرعی بن گیا ہے۔ اس لیے جب کسی نبی کے ذکر میں وحی کا لفظ بولا جاتا ہے تو لا محالہ یہی معنی مراد ہوتے ہیں، جس طرح صلاۃ زکوۃ، حج کے لغوی معنی اگرچہ مصطلحات شرعیہ سے مختلف ہیں، لیکن شریعت اسلامی میں یہ الفاظ مخصوص ہو چکے ہیں۔ لہذا ان کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں یہاں تک کہ لغوی معنی میں بھی بلا قرینہ ان کا استعمال درست نہیں، یہی حال وحی کا بھی ہے۔ سیاق و سباق میں قرینہ موجود ہو تو اس کے دوسرے معنی مراد

---

[2] انور شاہ، فیض الباری، 14۔

[3] الانعام، 6:121۔

[4] ضصلت، 41:12۔

لیے جاسکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اس لیے انسانی عقل کی تکمیل کے لیے وحی الٰہی ہی واحد ذریعہ ہے۔ انسانی عقل جب اصول ہدایت کی طرف بڑھتی ہے تو بہت سے مقام پر لڑکھڑا جاتی ہے۔ اس کو سہارے کی ضرورت ہے، اور وہ سہارا وحی الٰہی ہے۔[5]

عیسائیت میں تصور وحی:

عیسائیت میں "تصورِ وحی" ایک بنیادی عقیدہ ہے جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا نے انسانوں سے براہِ راست کلام کیا ہے اور اپنی تعلیمات، ہدایات اور نجات کا پیغام انبیاء، رسولوں بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا ہے۔ یعنی اس سلسلے میں حضرت عیسیٰؑ کی مقام نہ صرف خدا کا پیغمبر کی ہے بلکہ "خُدا کا مجسم کلام" (Logos) ہیں۔ یعنی خدا نے اپنے آپ کو انسانی شکل میں ظاہر بھی کیا۔

انجیل یوحنا کے آغاز میں بیان ہوا ہے کہ:

"ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا... اور کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔"[6]

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بذات خود وحی ہیں، اور ان کی زندگی، ان کے اقوال اور اعمال خدا کی مرضی کی مکمل نمائندگی کرتے ہیں، یعنی احکامات خدا کی صورت میں نازل ہوئے۔ وحی پر عیسائیت کا یہاں تک عقیدہ ہے کہ روح القدس (Holy Spirit) کو وحی کی ترسیل اور فہم میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور روح القدس نے انبیاء اور رسولوں کو الہام دیا، اور پیغام دیا اور آج بھی مومنین کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ عقیدہ جدید عیسائی فرقہ (مورمنز) کا ہے، جبکہ روایتی فرقے (کیتھولک، پروٹسٹنٹ) اس بات پر متفق ہیں، کہ عیسیٰ کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو گیا۔ لہذا عیسائیت میں تصور وحی کا بنیادی مرکز "خدا کا انکشاف" ہے، جو عیسیٰ کی ذات سے ظاہر ہوتا ہے، جو نجات کا محور ہے۔

یہودیت میں تصور وحی:

یہودیت کے مطابق "وحی" وہ عمل ہے جس میں خدا نے اپنی مرضی اور احکام تمام انسانوں پر، خصوصاً انبیاء پر، ظاہر کیے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ کوئی ذاتی خیال یا وجدانی تجربہ نہیں بلکہ خدا کی طرف سے نازل شدہ حقیقت ہے، جو تاریخ اور اعمال کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی، جیسے خدا نے کوہ سینا پر موسیٰ سے کلام کیا، جو براہ راست خدا کی طرف سے تھی۔ ان کے نزدیک تورات سب سے اعلیٰ درجہ کی وحی ہے، اس کے بعد نبییم (عیسائی کے علاوہ دیگر انبیاء یسعیاہ، حزقی ایل) یہ وحی الہام کے ذریعے نازل شدہ ہوئی۔ اس کے بعد کتویم (زبور، امثال) کے ذریعہ جس سے روحانی الہام ہوتا ہے، مگر لفظ بہ لفظ وحی نہیں ہوتی۔

یہودیت میں وحی کا ایک اور اہم تصور "زبانی تورات" کا ہے، جسے بعد میں "تلمود" کی صورت میں مدون کیا گیا۔ یہ وہ تعلیمات اور تشریحات ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے سینا پر خدا نے نازل کیں، لیکن تحریری شکل میں نہیں تھیں۔ لہذا یہودی مذہب میں خدا کی وحی کو بنی اسرائیل پر ظاہر کیا گیا، اور یہی وحی شریعت کی بنیاد ہے۔

انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی تعداد میں انبیائے کرام کو مبعوث کیا۔ انہیں صحیفے اور کتابیں بھی عطا کیے، جسے وحی کہا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ان سب میں

5 سعید احمد اکبر آبادی، وحی الٰہی، (لاہور: مکتبہ الرحمانیہ، س ن) 45۔

6 یوحنا 1:1، 1:14

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

صرف محمد ﷺ پر وحی کیے جانے کے سلسلے میں خاص طور پر اہل مغرب (مستشرقین) طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ جس میں وحی کو نبی کا لاشعوری واہمہ، وحی کا عقل سے مقدم ہونا، روحانی وارداتوں کا مغالطہ وغیرہ شامل ہے۔ اسی طرح **Burleigh** نے اپنی کتاب **"It's All about Muhammad"** وحی الٰہی پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے:

> *"He [Muhammad] projected his own inner desires into his revelations, crafting them to serve his political and personal aims."[7] "Muhammad described an entity he called Gabriel, but no one else ever saw or heard this being. It was his personal invisible adviser conveniently invoked to validate whatever he wanted."[8] "The earliest verses had little to do with religion and were more about asserting authority."[9] "Islam was constructed to serve as a system of control, using divine commands to secure obedience."[10]Muhammad shaped his revelations to gain dominance, couching them in divine language so his words would not be challenged."[11] "Revelations came just in time to justify his marriages, wealth acquisition, and treatment of enemies."[12] The so-called revelations began when Muhammad started spending long periods alone in a cave. His mind was fertile ground for hallucinations that he attributed to a supernatural source."[13] "It is reasonable to consider that Muhammad's 'revelations' were symptomatic of temporal lobe epilepsy, a condition that can produce auditory hallucinations, feelings of fear, and a sensation of a divine presence."[14]*

"محمد ﷺ نے اپنی اندرونی خواہشات کو وحی کی صورت میں ظاہر کیا، اور انہیں اپنے سیاسی اور ذاتی مقاصد کے لیے تیار کیا۔" "محمد ﷺ نے ایک ایسی ہستی کا ذکر کیا جسے انہوں نے جبرائیل کہا، لیکن کسی اور نے اسے نہ دیکھا نہ سنا۔ یہ ان کا ذاتی، غیبی مشیر تھا جسے وہ آسانی سے اپنی باتوں کو درست ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے۔" ابتدائی آیات کا مذہب سے کم اور طاقت کے اظہار سے زیادہ تعلق تھا۔ "اسلام کو ایک ایسا نظام بنایا گیا جو کنٹرول قائم رکھ سکے، اور الٰہی احکام کے ذریعے اطاعت کو یقینی بنایا جا سکے۔" محمد ﷺ نے اپنے اقتدار کے لیے وحی کو اس انداز میں ڈھالا کہ وہ خدائی زبان میں لپٹی ہوئی محسوس ہو، تاکہ ان کی باتوں کو چیلنج نہ کیا جا سکے۔" وحی ہمیشہ اسی وقت نازل ہوتی جب اسے شادیوں، مال حاصل

---

[7] F. W. Burleigh, It's All About Muhammad: A Biography of the World's Most Notorious Prophet, 1st ed. (San Diego, CA: Zenga Books, 2014),41.

[8] F. W. Burleigh, It's All About Muhammad, 52.

[9] Burleigh, It's All About Muhammad, 11.

[10] Burleigh, It's All About Muhammad, 155.

[11] Burleigh, It's All About Muhammad,45.

[12] Burleigh, It's All About Muhammad, 36.

[13] Burleigh, It's All About Muhammad, 28.

[14] F. W. Burleigh, It's All About Muhammad, 34.

کرنے یا دشمنوں سے نمٹنے کے جواز کے لیے ضرورت ہوتی۔"نام نہاد وحی اُس وقت شروع ہوئی جب محمد ﷺ نے ایک غار میں طویل وقت گزارنا شروع کیا۔ ان کا ذہن واہموں کے لیے زرخیز زمین تھا جنہیں انہوں نے ماورائی ماخذ سے منسوب کردیا۔""یہ معقول بات ہے کہ محمد ﷺ کی 'وحی' کو عارضی لوب مرگی (temporal lobe epilepsy) کی علامت سمجھا جائے، ایسی حالت جس میں سمعی واہمے، خوف کا احساس اور خدائی موجودگی کا گمان ہو سکتا ہے۔"

Craig winn کی کتاب **prophet of Doom** میں وحی الٰہی پر اعتراض

"Muhammad crafted his god to serve his personal ambitions. Allah's revelations always coincided with his desires."[15] "There was no supernatural being. Muhammad was the voice of his own authority."[16] "The Qur'an is not divine. It is the delusional rambling of a man consumed by lust and power."[17] "Revelation became Muhammad's tool to silence dissent and command obedience."[18] "Every time Muhammad faced opposition, a revelation miraculously appeared to justify his actions."[19] "Revelation was not divine guidance; it was a convenient excuse for plunder, sex, and conquest."[20] "The so-called angel Gabriel was nothing more than Muhammad's hallucination or fabrication."[21]

"محمدؐ نے اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لیے ایک خدا تراشا۔ اللہ کی وحی ہمیشہ ان کی خواہشات سے مطابقت رکھتی تھی۔""قرآن خدائی کلام نہیں، بلکہ ایک ایسی شخصیت کا واہماتی کلام ہے جو ہوس اور اقتدار کے جنون میں مبتلا تھی۔""وحی محمدؐ کے لیے اختلاف کو دبانے اور اطاعت مسلط کرنے کا ہتھیار بن گئی۔""جب بھی محمدؐ کو مخالفت کا سامنا ہوتا، تو اچانک ایک وحی ظاہر ہو جاتی جو ان کے عمل کو جائز قرار دیتی۔""وحی کوئی خدائی رہنمائی نہ تھی؛ بلکہ لوٹ مار، جنسی خواہشات اور فتوحات کے لیے ایک آسان بہانہ تھا۔""مزعومہ فرشتہ جبرائیلؑ محض محمدؐ کا واہمہ یا خود ساختہ تصور تھا۔""کوئی مافوق الفطرت ہستی نہیں تھی۔ محمدؐ صرف اپنی ہی اختیار کی آواز تھے۔"

---

[15] Craig Winn, Prophet of Doom: Islam's Terrorist Dogma in Muhammad's Own Words (Crusader Publications, 2004), 143.

[16] ibid,89.

[17] ibid,194.

[18] Ibid., 158.

Ibid., 167.[19]

Ibid., 234.[20]

Ibid., 102.[21]

Stephen J. Shoemaker کی کتاب A prophet has appeared میں وحی پر اعتراض

"The earliest Islamic sources do not present a uniform or unambiguous narrative of Muhammad's prophetic call or his first revelations."[22]

"Christian and Jewish sources of the seventh century often saw Muhammad's revelations less as divine messages and more as political or military proclamations."[23] *"The Qur'anic angelic encounters, especially with Gabriel, were viewed with skepticism by Christian chroniclers who found such claims suspect or heretical."*[24]

"ابتدائی اسلامی ماخذات محمد ﷺ کی نبوت یا پہلی وحیوں کا یکساں یا غیر مبہم بیانیہ پیش نہیں کرتے۔"ساتویں صدی کے عیسائی اور یہودی ذرائع محمد ﷺ کی وحیوں کو خدائی پیغام سے زیادہ سیاسی یا عسکری اعلانات کے طور پر دیکھتے تھے۔" قرآن میں فرشتے، خصوصاً جبرائیل، کے ساتھ ملاقاتوں کو عیسائی مؤرخین شک وشبہ یا بدعت کے زاویے سے دیکھتے تھے۔"

وحی بطور ذاتی خواہش-ایک جائزہ

ان مستشرقین کے نظریے کو جاننے سے پہلے وحی کی ضرورت کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر تین چیزیں ایسی ودیعت کر دی ہیں جن کے ذریعے وہ اچھے اور برے میں تمیز کر سکتا ہے۔ ایک حواس، دوسری عقل اور تیسری وحی۔ کچھ چیزوں کا علم انسان کو حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے، کچھ چیزوں کا علم عقل کے ذریعہ سے اور جن باتوں کا علم ان دونوں ذرائع سے نہیں ہوتا وہاں وحی کے ذریعہ رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ان میں ترتیب کچھ ایسی ہے کہ جب ایک ذریعہ علم کسی مقام پر پہنچ کر اپنا کام ترک کر دیتا ہے تو دوسرا اپنا فعل شروع کر دیتا ہے۔ جن باتوں کا علم حواس سے ہو سکتا ہے وہاں عقل رہنمائی نہیں کرتی، اسی طرح وحی کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جب یہ دونوں ذرائع ناکام ہو جاتے ہیں تو لامحالہ تیسرے کی ضرورت پڑتی ہے جو وحی الٰہی ہے۔ یہ وہ اعلیٰ ترین ذریعہ ہے جو انسان کو زندگی سے متعلق ان تمام باتوں کا علم فراہم کرتا ہے جو انسان کی زندگی کے لیے ناگزیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ"[25]

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کو واضح کرنے والی، اور ہدایت و رحمت اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے"

یعنی ہدایت اور خیر و شر کی پہچان کے لیے وحی (قرآن) ہی بنیادی ذریعہ ہے۔ اگرچہ انسانی عقل اللہ کی عظیم نعمت ہے، لیکن اس کی حدود متعین ہیں۔ انسان نہ اپنی پیدائش کا مقصد خود جان سکتا ہے، نہ زندگی اور نہ بعد از موت کا تصور عقل سے اخذ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے

---

[22] Stephen J. Shoemaker, A Prophet Has Appeared: The Rise of Islam through Christian and Jewish Eyes (University of California Press, 2021), 42.

[23] Ibid., 59.

[24] Ibid., 88.

[25] سورۃ النحل 16:89

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے وحی کو بطور ذریعہ منتخب کیا۔ دراصل وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب بندوں (انبیاء کرام) پر نازل کردہ ہدایات کا مجموعہ ہے، جس کا اعلیٰ ترین اظہار قرآن کی صورت میں ہوا، جو تقریباً 23 سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ قرآن میں وحی کے لیے "هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" کا لفظ بھی استعمال کیے ہیں، کیوں کہ یہ انسانوں کے لیے ہدایت کا بہترین ذریعہ ہے جس کے لیے انسان کو یہ بتانا مطلوب ہے کہ وہ کس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور اس کی زندگی کے اصول کیا ہیں۔ یہ وہی الٰہی ہے جس کی ذمہ داری رب کائنات نے خود لی ہے جس کا ذکر سورۃ الحجر کی آیت 9 میں "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" بھی ذکر ہے، جس میں بذات خود اللہ نے حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا وحی کے بغیر عقل بھی ماند پڑ جاتی ہے، کیوں کہ یہی وہ ذریعہ ہے جو جبرائیل کے ذریعے سے نازل ہوا تاکہ وہ انسان کو خبردار کردے۔

"وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ"[26]

"اور بے شک یہ ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے، جسے روح الامین (جبریل) لے کر آیا ہے، آپ کے دل پر تاکہ آپ خبردار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

اس آیت میں بھی یہ کلام رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ دراصل اسلام عقل کو وحی کے اصولوں پر رکھتا ہے نہ کہ وحی کو عقل پر، کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے نہ کہ فلسفہ۔

امام فخر الدین الرازی (م 1209ء) فرماتے ہیں:

"العقلُ محدودٌ، ولا يُمكنُه إدراكُ الحقائقِ الماورائية، وإنما الوحيُ هو الوسيلةُ التي يُمكنُ للإنسانِ من خلالها أن يَحصُلَ على العلمِ الكامل."[27]

"عقل محدود ہے، اس سے ماورائی حقائق کا ادراک ممکن نہیں۔ وحی ہی وہ ذریعہ ہے جس سے انسان کو کامل علم حاصل ہو سکتا ہے۔"

یہ حقیقت ہے کہ انسان کی ضرورت کی تکمیل اور اس کی رہبری کے لیے نور عقل ہی کافی نہیں، بلکہ نور وحی کی بھی شدید ضرورت ہے۔ سورج، چاند ستارے کی روشنی موجود ہونے کے باوجود نابینا اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح انسان کے اندر آنکھ کی روشنی برقرار ہے، لیکن مذکورہ روشنی نہ ہو، اندھیرا چھایا ہوا ہو، بادل تہ بہ تہ جسے ہوں، زمین بارش کی وجہ سے گیلی ہو گئی ہو، راستہ ناہموار ہو تو ایسے وقت میں آنکھ والا آدمی بھی ٹھوکر کھا سکتا اور اپنی منزل سے ہٹ سکتا ہے۔ اگر آنکھوں کی روشنی کے ساتھ نور وحی بھی حاصل ہو جائے تو انسان خطرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جب تک نور عقل کا تعلق نور وحی کے ساتھ نہ ہوگا تو عقل ٹھوکریں کھاتی پھرے گی۔ ہر قدم پر کفر و معصیت کے قعر مذلت میں گرنے اور نفس و شیطان کے جال میں پھنسنے کا قوی اندیشہ رہے گا۔ لہٰذا نور عقل کی صالحیت کے لیے وحی کی شدید ضرورت ہے۔

جسٹس محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"صرف عقل اور مشاہدہ انسان کی رہنمائی کے لیے کافی نہیں، بلکہ اس کی ہدایت کے لیے وحی ایک ناگریز ضرورت ہے اور چوں کہ بنیادی طور پر وحی کی ضرورت پیش ہی اس جگہ آتی ہے جہاں عقل کام نہیں دیتی۔ اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ

26 الشعراء، 26:192

27 فخر الدین رازی، المحصول فی اصول الفقہ، تدوین: طٰہٰ جابر علوانی (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1992)، 1/72۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

وحی کی ہر بات کا ادراک عقل سے ہو ہی جائے۔ جس طرح کسی چیز کا رنگ معلوم کرنا عقل کا کام نہیں، بلکہ حواس کا کام ہے، اسی طرح بہت سے معتقدات کا علم دینا عقل کے بجائے وحی کا منصب ہے اور ان کے ادراک کے لیے عقل پر بھروسہ کرنا درست نہیں۔"[28]

اس طرح وحی کی حقیقت تو واضح ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے اپنے پیغمبروں پر نازل کی جاتی ہے۔ بہت سے مفکرین الہام، کشف اور وحی کو ایک ہی معنوں میں لیتے ہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے، الہام اور کشف دونوں وحی سے الگ ہیں۔

الہام:

الہام وہ داخلی کیفیت کا نام ہے جس میں اللہ تعالی اپنے نیک بندے (نبی یا غیر نبی) کے دل میں کسی بات کو ڈال دیتا ہے۔ اس میں وحی جیسی قطعیت تو نہیں ہوتی لیکن غالبا درست ہوتا ہے، لیکن شریعت کے کسی حکم کو صادر کرنے کے لیے الہام کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ دل میں القاء کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں حضرت موسی کی والدہ کو الہام ہوا تھا:

"وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ..."

"اور ہم نے موسی کی ماں کو وحی کی۔"

یہاں "اوحینا" کا مطلب "الہام" لیا جائے گا، یعنی وحی سے مراد الہام لیا جائے گا، کیونکہ حضرت موسیؑ کی والدہ نبیہ نہ تھیں۔

کشف:

کشف سے مراد وہ باطنی مشاہدہ، تجزیہ یا روحانی تجربہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ بعض حقائق یا غیبی امور کو اپنے نیک بندوں، اولیاء کرام اور صوفیاء کے قلوب پر منکشف کرتا ہے۔ یہ صرف نیک اور ظاہر بندوں کو ہی ہوتا ہے۔ اس میں تصور، خواب، وجدان یا پھر روحانی مشاہدہ شامل ہو سکتا ہے۔ یوں کہہ لیں تو غلط نہ ہوگا کہ سب سے پہلے فضیلت وحی کی اور پھر الہام اور پھر کشف کی ہوتی ہے، یعنی کشف وحی اور الہام کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ کشف بھی شریعت کے تابع ہے، اگر کسی کشف کا مفہوم شریعت کے خلاف ہو تو وہ باطل ہوگا۔ مولانا تھانوی اپنی تفسیر کی کتاب تفسیر بیان القرآن میں کشف کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

کشف وہ علم ہوتا ہے جو مجاہدات اور ریاضات سے حاصل ہوتا ہے جس میں اللہ بعض حقائق کو اپنے نیک بندوں کے دل پر منکشف کر دیتا ہے، لیکن یہ علم ظنی ہوتا ہے، اس لیے شریعت کے خلاف ہونے کی صورت میں نا قابل اعتبار ہوتا ہے۔

مولانا مودودی (م1979ء) لکھتے ہیں:

"وحی کے بغیر انسان کبھی کامل ہدایت حاصل نہیں کر سکتا، عقل اور تجربے کی حدود کے باہر کے مسائل کا حل صرف وحی سے ممکن ہے۔"[29]

---

28 محمد تقی عثمانی، اسلام اور عقل انسانی، (کراچی: مکتبہ دار العلوم 2006ء)، ص20۔

29 ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، سورۃ البقرہ کی تفسیر (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1986)، 1/44۔

ان نے وحی کو انسانی وقتی ضرورت یا ذاتی خواہش قرار دینے کی کوشش کی ہے، جس کا مقصد وحی کی شکل کو توڑ موڑ کر پیش کرنا ہے، تاکہ مسلمانوں کو اسلام سے انحراف کر کے اپنے پروپیگنڈہ میں کامیاب ہو سکے۔ مگر اسلامی مصادر میں وحی کو ایک حقیقی الٰہی رہنمائی کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی صداقت عقل، تاریخ اور روحانی اثرات سے ثابت ہوتی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىۙ [30]

"اور نبی اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتے، یہ تو محض وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔"

برلیگ کا یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وحی اکثر نبی کی خواہش کے برعکس آتی ہے۔ اگر نبی نے ذاتی فائدے کے لیے وحی کو گھڑا ہوتا تو مختلف قسم کے سوالات ذہن میں گردش کرتے ہیں کہ:

* اپنے عزیز رشتہ دار ابولہب کے خلاف "سورہ لہب" کی پوری سورہ نہ پیش کرتے، بلکہ چھپا لیتے۔
* سورہ عبس کی پہلی دو آیات "عَبَسَ وَتَوَلَّى. أَن جَاءَهُ الْأَعْمَى" کو چھپا لیتے، کیونکہ اس میں نبی ﷺ کو جھڑک دیا گیا کہ انہوں نے ایک نابینا صحابی (عبد اللہ بن ام مکتوم) کی بات پر توجہ نہیں دی تھی۔ اب اگر نبی ﷺ وحی گھڑتے تو کبھی ایسی بات نہ لکھتے جس میں ان کی "غفلت" یا "ترجیحی غلطی" ہوتی۔
* اگر وحی "مفاد پرستانہ" ہوتی تو مکہ کے 13 سال عرصے تک جب نبی ﷺ مظلوم تھے، اس وقت کوئی طاقت والی آیات نہ آتیں، لیکن پھر بھی سورہ مزمل کی آیت نمبر 10 "وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ..." آئی۔
* اس کے علاوہ مدینہ میں جب وہ طاقت میں تھے، تب بھی معافی، عدل، اور خدا خوفی پر زور رہا، جس میں خیانت کے خلاف سورہ نساء کی آیت 105 "وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا" جیسی آیت بھی پیش کیں۔

لہٰذا یہ اعتراض ان تمام تر دلائل کی روشنی میں رد ہوتا ہے کیونکہ اگر نبی خود سے گھڑتے تو وہی آیات سامنے آتیں جو ذاتی مفاد کے لیے ہوتیں۔ حقیقت وحی کا مزاج "اخلاقی تربیت" کا ہے نہ کہ ذاتی مفاد کا۔ اس کے علاوہ وحی کا تسلسل، سیاق و سباق اور نبی ﷺ کی زندگی سے ہم آہنگی ظاہر کرتی ہے کہ یہ کسی انسان کی گھڑی ہوئی بات نہیں ہے۔

جبرئیل امین پر موقف-ایک جائزہ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق، نبی ﷺ پر وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوتی تھی، جس پر ایمان ہر مومن مسلمان کا ہے، جیسے قرآن میں ذکر ہوا ہے:

"قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ"[31]

"کہہ دو: اسے روح القدس (جبرائیل) نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔"

30 النجم 53:3-4

31 سورۃ النحل، 16:102

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآن کا اسلوب، فصاحت و بلاغت، اور پیش گوئیاں اس بات کا قوی ثبوت ہیں کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اسلامی عقیدے میں بھی یہ ایک حقیقی اور معروضی (objective) واقعہ ہے، نہ کہ محض ذہنی یا نفسیاتی تجربے پر مبنی ہے۔

اگرچہ وحی ایک ماورائی (supernatural) عمل ہے، لیکن یہ ناممکن یا ناقابلِ عقلی فہم نہیں ہے۔ عقلی اعتبار سے بھی اگر اس کا انکار کیا جائے تو کچھ سوال پیدا ہوتے ہیں۔

* چونکہ انسانی عقل محدود ہے اور ماوراء الطبیعیات (metaphysics) کو مکمل طور پر سمجھ نہیں سکتی، لیکن ان کا انکار بھی نہیں کر سکتی۔
* اگر یہ عقلی طور پر مانا جا سکتا ہے کہ شعور، وجدان، خواب، اور الہام جیسے غیر مادی تجربات ممکن ہیں، تو وحی کو بطور ایک اعلیٰ درجے کا روحانی تجربہ ماننا بھی ممکن ہے، پھر اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا۔
* نبی ﷺ کی سیرت و کردار، صداقت، اور عملی زندگی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ پیغام کسی خود ساختہ تصور یا دھوکے پر مبنی نہیں ہو سکتا۔

نبی ﷺ نے کبھی بھی ذاتی فائدہ، اقتدار، یا دنیاوی خواہشات یا نفسیاتی خواہشات کے لیے "وحی" کا استعمال نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے شدید تکالیف برداشت کیں۔ اگر یہ سب نبی ﷺ کا ذہنی اختراع ہوتا، یا ذاتی خواہش ہوتی تو وہ کبھی اپنی نبوت کے دعوے پر اتنی قربانیاں نہ دیتے۔ نبی ﷺ نے دنیاوی فائدے یا اقتدار کی بجائے پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لیے ایسی تکالیف برداشت کیں جو کوئی دنیا پرست شخص کبھی برداشت نہ کرتا۔ جن میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

* جب نبی ﷺ نے مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر طائف میں دعوت دی، تو اہلِ طائف نے نہ صرف دعوت کو رد کیا بلکہ آپ پر پتھر بھی برسائے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک خون سے بھر گئے۔ اس موقع پر بھی آپ نے کوئی بد دعا نہ دی بلکہ پھر بھی فرمایا:
"اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ"[32]
"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ وہ نہیں جانتے۔"
* قریش نے نبی ﷺ اور ان کے خاندان پر تین سال تک مکمل بائیکاٹ کیا۔ شعبِ ابی طالب کی بھوک برداشت کی، حتیٰ کہ پتے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ یہ سب کچھ محض ایک "ذاتی دعویٰ" کی خاطر کوئی برداشت نہیں کرتا۔
* جب قریش نے نبی ﷺ کو مال و دولت، عہدہ و حکومت، اور عورتوں کی پیشکش کی تاکہ وہ دین کی دعوت سے باز آ جائیں، لیکن ان سب کے باوجود بھی آپ نے فرمایا:

"والله يا عمّ، لو وضعوا الشمس في يميني، والقمر في يساري على أن أترك هذا الأمر حتى يُظهِره الله أو أهلِكَ فيه ما تركتُه."[33]

32 امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: مالقی النبی ﷺ من المشرکین والمنافقین، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 2001)، 5/52، 3477۔
33 ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، تدوین: تحقیق مصطفی السقا و آخرین، (قاہرہ: دار القلم، 1990)، 1/265۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"خدا کی قسم! اے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تاکہ میں اس کام کو چھوڑ دوں، تب بھی میں اسے ہرگز نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کردے یا میں اسی میں ہلاک ہو جاؤں۔"

- نبی ﷺ نے غزوہ بدر، احد، خندق، حنین اور دیگر معرکوں میں اپنی جان خطرے میں ڈالی، بہت ضربیں برداشت کیں۔ دنیا کے اقتدار کے لیے کوئی ایسا شخص اپنے آپ کو بار بار خطرے میں نہیں ڈالتا، خاص طور پر وہ جو کسی جھوٹ یا جھوٹی نبوت پر قائم ہو۔
- نبی ﷺ نے کبھی دنیاوی عیش و عشرت، آرام و سکون کی طلب نہیں کی، بلکہ آپ کا گھر، لباس، غذا اور معمولات انتہائی سادہ تھے، یہاں تک کہ کئی کئی دن ایک کھجور پر گزارا کرتے۔

یہ تمام مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کا دعویٰ ذاتی مفاد، عزت و شہرت یا طاقت کے لیے نہیں تھا، بلکہ وہ ایک سچے رسول کی حیثیت سے اللہ کی طرف سے نازل کردہ پیغام کے مکمل امانت دار تھے۔ اگر یہ دعویٰ جھوٹا یا ذہنی اختراع کا ہوتا، تو ان سب قربانیوں کی کوئی منطق نہ ہوتی۔

اس بارے میں **امام فخر الدین الرازی** (م1210ء) فرماتے ہیں

"جب نبی کی سیرت، صداقت، اور عقل عام انسانوں سے بلند ہو، اور اس کے دعوے کے اثرات تاریخ میں نمایاں ہوں، تو اس کی وحی کا انکار کرنا محض ضد ہے۔"[34]

اس کے علاوہ مغربی مفکر **ولیم منٹگمری واٹ** (جس نے نبی کی کردار کشی کی) خود قبول کرتا ہے:

"It is inconceivable that a great religious leader like Muhammad could have been a deliberate liar."[35]

"یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت محمد ﷺ جیسے عظیم مذہبی رہنما دانستہ جھوٹ بولنے والے ہوسکتے ہیں۔"

لہٰذا یہ تمام تر دلائل ان مستشرقین کے اعتراض کو رد کرتے ہیں۔

قرآن آیات-بطور ذاتی خواہش-ایک جائزہ

اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے دیکھ لیتے ہیں کہ ابتدائی آیات کیا درس دیتی ہیں۔

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ"[36]

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔"

یہ آیات علم و دانش، تخلیق الٰہی، ربوبیت، اور انسانی اصل پر زور دیتی ہیں، نہ کہ اقتدار یا سیاسی غلبے پر۔

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"[37]

"اور بے شک تم عظیم اخلاق کے مرتبے پر ہو۔"

---

34 فخر الدین الرازی، تفسیر کبیر، تدوین: علی محمد معاوض، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000)، 1/84

35 W. Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman (Oxford: Oxford University Press, 1961), 52.

36 العلق، 96:2۔

37 القلم، 68:4۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اس آیت میں اللہ کی طرف سے نبی کو اخلاق عظمی کے مرتبے پر فائز ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، نہ کہ کسی اقتدار یا کسی بڑی طاقت کی۔"فَصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا"[38]"پس خوبصورت صبر کرو۔"

یہ آیات نبی ﷺ کو اقتدار یا طاقت کے بجائے اخلاق، صبر، اور توحید کی تعلیم دیتی ہیں۔

امام **فخر الدین الرازی** فرماتے ہیں:

"ومن أقوى الدلائل على صدق النبي ﷺ أنه لم يطلب من الناس دنياهم، ولم يسعَ في تحصيل جاهٍ أو مالٍ أو سلطان، بل تحمل المشاق والمصائب في سبيل دعوته، فلو كان كاذباً لما صبر على كل ذلك."[39]

ان تمام تر دلائل کے بعد دوسرے مستشرقین کی رائے کا جاننا بھی بہت ضروری ہے۔اگر برلیگ یہ اعتراف سچ ہوتا ہے تو دوسرے مستشرق جنوبی کے کردار کی کردار کشی کرتے ہیں وہ اس حق میں نہ بولتے جیسے ذیل میں مثال دی گئی۔

ولیم منٹگمری واٹ(**William Montgomery Watt**)کہتا ہے:

"His readiness to undergo persecution for his beliefs... argue a sincerity of purpose."[40]

"اپنے عقائد کی خاطر مصیبتیں جھیلنے کے لیے اُس کی آمادگی...اُس کے مقصد میں خلوص کی دلیل ہے۔"

ولیم میور(**William Muir**)کہتا ہے:

"If Muhammad had been a mere imposter, he would never have endured such hardships."[41]

"اگر محمد ﷺ محض ایک جھوٹے مدعی ہوتے، تو وہ کبھی ایسی سختیاں برداشت نہ کرتے۔"

ولیم میور بذات خود جو اتنے بڑے مستشرق تھے، جس نے نبی کے کردار کی دھجیاں اڑادیں۔لیکن آخر کار اس بات کو قبول بھی کیا کہ نبی سچے مدعی ہیں اگر وہ جھوٹے ہوتے تو نبوت کے لیے اتنی سختیاں برداشت نہ کرتے۔اپنی طاقت کا اظہار دکھانا ہوتا تو کبھی بھی اتنا رحم دل نہ ہوتے "اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔" جیسے الفاظ فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کے لیے نہ بولتے۔

یہ تمام دلائل برلیگ کے اعتراض کو باطل قرار دیتے ہیں کہ ابتدائی آیات یا نبی کریم ﷺ کے دعوت اقتدار کی جستجو پر مبنی تھیں۔درحقیقت یہ ایک الٰہی، روحانی، اخلاقی، اور انقلابی پیغام تھا جو دلوں کی بادشاہی قائم کرنے آیا تھا، نہ کہ زمین کی۔

---

38 المعارج،70:5۔

39 فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، تدوین: علی محمد معاوض، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000)، 1/84۔

40 William Montgomery Watt, Muhammad at Mecca (Oxford: Clarendon Press, 1953), 52.

William Muir, The Life of Mahomet, vol. 2 (London: Smith, Elder & Co., 1861), 233[41]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

وحی-بطور نفسی خواہش-ایک جائزہ

ان مستشرقین نے اعتراض کیا کہ وحی ہمیشہ ذاتی مفاد کے لیے نازل ہوتی تھی، جیسے نبی جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے شادیوں، مال و دولت کے حصول، یا دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لیے، یا پھر یہ اعتراض کہ نبی انتقام لینے کے لیے وحی اختراع کرتے تھے۔ ان سب کو جاننے کے لیے ان کے پیچھے حکمت عملیاں اور قرآن و سنت کا نظریہ جاننا ضروری ہے۔

نبی ﷺ کی شادیوں کی حکمت:

قرآن کی آیات کا تناظر دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر اوقات وحی نبی کریمؐ کے لیے آسانی کے بجائے آزمائش لے کر آئی۔ جیسے ازواجِ مطہرات کے معاملے میں، جب نبی ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ لیکن قرآن نے اس نکاح کو "امر الٰہی" قرار دیا:

"فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا..."[42]

"پھر جب زید نے اس (عورت) سے اپنی حاجت پوری کر لی (یعنی اسے طلاق دے دی)، تو ہم نے تمہارا نکاح اس سے کر دیا..."

کیونکہ یہ نکاح اس لیے تھا تاکہ متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) کے غلط تصور کو عرب معاشرے سے ختم کیا جائے۔

"إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا..."[43]

"اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو تو یقیناً تمہارے دل جھک چکے ہیں..."

اس آیت میں آپ ﷺ کی دو بیویوں (حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ) کی ایک خاص واقعے میں سرزش کی گئی تھی۔ جس سے واضح ہوتا ہے، کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں پر تنقید کر رہی ہے نہ کہ نبی ﷺ کے کسی ذاتی فائدے کے پہلو کو واضح کر رہی۔

مال و دولت پر رویہ:

ذاتی مال و دولت کے حوالے سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذاتی مال و دولت کبھی جمع نہیں کی، بلکہ غنیمت کا مال مسلمانوں میں تقسیم کیا، اور خود فاقوں میں رہے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے نام تھا باقی مال بانٹ دیا جاتا۔

"وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ..."[44]

"جان لو کہ جو کچھ بھی تم مالِ غنیمت حاصل کرو، تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے..."

یہ حصہ ذاتی ملکیت کے لیے نہیں ہوتا تھا، بلکہ اجتماعی فلاح (یتیم، مساکین، مسافروں، وغیرہ) کے لیے ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ وہ ذاتی استعمال سے گریز کرتے تھے اور بیت المال میں جمع کروا دیتے تھے۔

یہاں تک کہ حالت یہاں تک بھی پہنچ جاتی کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بھی باندھنے پڑتے۔

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يربط الحجر على بطنه من الجوع"[45]

42 الاحزاب 33:37

43 التحریم 66:4

44 سورۃ الانفال، 8:41

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو مال و اسباب کا کوئی لالچ نہ تھا۔

دشمنوں کے ساتھ رویہ:

"عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ..."[46]

"اللہ نے تمہیں معاف کر دیا، تم نے انہیں (جہاد سے پیچھے رہنے کی) اجازت کیوں دی؟"

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ وحی کا استعمال دشمنوں کے لیے نہیں کرتے بلکہ دشمنوں سے بھی درگزر کرتے تھے جیسے فتح مکہ کے وقت سب کو معاف کر دیا، کوئی ایسی وحی نہیں آئی جس میں قتل کا حکم ہو۔ اس کے علاوہ اہل کتاب والوں سے بھی سختی کا رویہ رکھنے سے منع کیا گیا۔

"وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ..."[47]

"اہل کتاب سے اس طریقے سے بات کرو جو سب سے بہتر ہو"

یعنی اہل کتاب یہود و نصاری کے ساتھ بھی بہترین طریقے سے، احسن انداز سے گفتگو کا حکم دیا گیا۔

اگر یہ اعتراض درست ہوتا تو عبد اللہ بن ابی جیسے منافق کو قتل کر دیتے، لیکن اس کے بیٹے کے کہنے پر معاف کر دیا۔ اس کے علاوہ مدینہ کے اندر یہودیوں کے ساتھ بہت سارے معاہدات کی جنہیں صرف ان کی خیانت پر منسوخ کر دیا گیا تھا۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ (م 1979ء) نے بھی اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے کہا۔

"رسول اللہؐ نے جب بھی قتال کیا تو وہ دفاعی نوعیت کا تھا، نہ کہ انتقامی یا اقتداری۔"[48]

اس کے علاوہ نہ صرف اسلامی مفکرین نے اسی اعتراض کا رد کیا بلکہ مغربی مفکر منٹگمری واٹ (م 2006ء) جو اکیسویں صدی کے بہت بڑے مستشرق رہ چکے ہیں، جس نے نبی ﷺ کے کردار کی توہین کی، سیرت نبی ﷺ پر کیچڑ اچھالا اس نے بھی نبی ﷺ کے بارے میں کہا۔

"The Prophet showed a remarkable degree of forgiveness and forbearance towards his enemies, even when he had full power over them."[49]

"نبی نے اپنے دشمنوں کے ساتھ غیر معمولی درجہ کی بخشش اور تحمل کا مظاہرہ کیا، حتیٰ کہ اُس وقت بھی جب وہ اُن پر مکمل اقتدار رکھتے تھے۔"

---

45 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب من لم یجد شیئا للصوم، (بیروت: دار ابن کثیر، 2001)، 1968۔

46 التوبہ 9:43

47 العنکبوت 29:46

48 سید ابو الاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1991)، 75۔

49 Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman (Oxford: Oxford University Press, 1961), 125.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پیر محمد کرم شاہ اپنی کتاب ضیاء القران میں اعتراض کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ کے نکاح محض خواہشاتِ نفسانی کا نتیجہ نہیں تھے بلکہ ہر نکاح کے پیچھے ایک خاص حکمت اور دینی مصلحت موجود تھی۔ اگر آپؐ اپنی خواہشات کے تابع ہوتے تو بیوہ، معمر، اور غریب خواتین سے نکاح نہ فرماتے۔"[50]

یہ تمام تر دلائل ن مستشرقین کے اعتراض کو رد کرتے ہیں۔ ان اعتراضات پر کچھ عقلی اور منطقی سوال پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔

1. نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں اپنی وصیح ریاست قائم کرنے کے باوجود کیا ذاتی جائداد بنائی؟
2. کیا اپنی اولاد کو سیاسی جانشین بنایا، یا وصیت کی؟
3. مال و دولت کے انبار اپنے گھر میں نہ لگائے، بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت گھر میں صرف تھوڑی سی جو اور ہتھیار باقی تھے۔
4. نبی ذاتی خواہش پوری کرنے کے لیے کنواری عورتوں سے نکاح کرتے (سوائے حضرت عائشہ کے) کسی بیوہ، مطلقہ سے کیوں کی؟

یہ سوال اس بات کی عملی شہادت ہیں کہ نبی کی شریعت کا مقصد دنیاوی مفاد نہیں بلکہ ربّانی مشن تھا۔ یہ تمام تر اعتراض مستشرقین کی بدگمانی اور غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا کردار، زندگی، نکاح، مال و دولت اور دشمنوں کے ساتھ سلوک، یہ سب ایک سچے نبی کے شایانِ شان ہیں۔ قرآن و سنت اور تاریخ سب اس کی تائید کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا مشن دعوتو اصلاح اور رحمت پر مبنی تھا، نہ کہ ذاتی مفادات پر۔

نبوت الٰہی ایک سیاسی ہتھیار-ایک جائزہ

برلیگ کے اس اعتراض سے مراد اسلام کا اصل مقصد اللہ کے احکام کے ذریعے لوگوں کو قابو میں رکھنا تھا۔ جس کے لیے نبیؐ یا مسلمانوں نے وحی کو بطور "سیاسی ہتھیار" استعمال کیا تاکہ لوگوں کی آزادی اور حق رائے کو محدود کی جاسکے۔ درحقیقت

یہ الزام مذہب کو محض "سوشل کنٹرول میکانزم" قرار دیتا ہے، جیسے کہ بعض مغربی مفکرین مثلاً (Marx, Freud) کرتا ہے۔ برلیگ کا یہ دعویٰ نہ صرف اسلام کی روح سے لاعلمی کا اظہار کرتا ہے بلکہ یہ انسانی تاریخ، وحی کی حقیقت اور نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی تحریف پر مبنی ہے۔ اس اعتراض کی جڑیں سیکولر تصورِ دین میں ملتی ہیں، جو کہ مذہب کو محض "طاقتور طبقے کا ہتھیار" سمجھتے ہیں۔ تاہم اسلام ایک ایسا دین حیات مذہب ہے جو انسانی عقل، فطرت، ارادہ، اور آزادیٔ انتخاب کو تسلیم کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں دین کی دعوت زبردستی یا جبر پر مبنی نہیں بلکہ فہم، حکمت، اور تزکیۂ نفس پر ہے۔

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ "[51] دین میں کوئی زبردستی نہیں"...

یعنی دین اسلام کے اندر کوئی زبردستی نہیں بلکہ جب ایک انسان دین کے اندر داخل ہو گیا تو اس کے احکام پر عمل کرنا اس پر فرض ہو گیا ان فرائض سے وہ منحرف نہیں ہو سکتا۔ وحی صرف قانون سازی نہیں دیتی بلکہ انسان کو اخلاق، فطرت اور عقل سے ہم آہنگ بھی کرتی ہے۔

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً..."[52]

---

50 پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد 4 (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2003)، تحت آیت الاحزاب 33:37۔

51 البقرۃ 2:256

52 النحل 16:89

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کو واضح کرنے والی، ہدایت، اور رحمت ہے..."

یہ آیت وحی کی فضیلت کے ساتھ ساتھ بتاتی ہے کہ دین اسلام میں ہر چیز واضح اور صاف ہے، جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

کیرن آرمسٹرانگ(Karen Armstrong)اس بارے میں لکھتی ہے کہ:

"Muhammad did not impose Islam by force but appealed to reason, ethics, and justice."[53]

"محمد نے اسلام کو زبردستی نافذ نہیں کیا بلکہ عقل، اخلاق اور انصاف سے اپیل کی۔"

اس اعتراض کا ردنہ صرف دین اسلام نے کیا بلکہ مستشرق کیرن نے بھی اسی اعتراض کر دیا اور یہ قبول کیا کہ اسلام زبردستی نافذ نہیں کیا گیا۔

وحی الٰہی ایک ذہنی اختراع-ایک جائزہ

دنیا عالم میں نبی کریم ﷺ کی بعثت ایک ایسا واقعہ ہے جس نے تاریخ انسانی کی نہج ہی بدل دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے رشد و ہدایت اور رحمت کا ذریعہ بنا کر بھیجا۔ لیکن یہ منتخب مستشرقین دعویٰ کرتے ہیں کہ "آپ ﷺ پر آنے والی وحی دراصل اُن کے ذہن کی پیداوار یا وہم تھا، جو غارِ حرا میں تنہائی کے دوران جنم لیتا تھا۔" یہ اعتراض نبی کریم ﷺ کے کردار پر داغ لگانے کے مترادف ہے کیونکہ یہ نہ صرف قرآن و سنت، بلکہ سیرتِ طیبہ اور تاریخ کے مسلمہ حقائق کے بھی خلاف ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ[54]

"اسے روحِ امین لے کر اترا، آپ کے دل پر، تاکہ آپ خبردار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

اس آیت میں واضح ہوتا ہے کہ وحی الٰہی آپ ﷺ کے ذہن کا اختراع نہیں ہے بلکہ جبرائیل کے ذریعے سے پیغام الٰہی ہے۔ اور یہ پیغام اسانی سے ادا نہیں ہوتا تھا بلکہ پر اثر کیفیت رکھتا تھا، جیسے قرآن میں ہے:

"إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا"[55]

"ہم آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔"

یعنی وحی کوئی ہلکی بات نہیں بلکہ شدید نوعیت کی حقیقت ہے، جو کہ عام انسانی ذہن سے ماوراء ہے۔ اسی طرح جب مکہ کے لوگ آپ کو دیوانہ کہتے تھے، تاکہ آپ کو جھوٹا ثابت کریں، تو ان الزامات کے رد کے لیے اللہ نے یہ آیت نازل کی:

"وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ"[56]

"تمہارا ساتھی (نبی) دیوانہ نہیں ہے۔"

---

53 Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our Time (New York: HarperCollins, 2006), 82.

54 الشعراء، 26:193–194

55 المزمل، 73:5

56 التکویر، 81:22

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

یعنی اگر نبی ﷺ کوئی مجنوں یا دیوانہ ہوتے تو ضرور وحی کو اختراع کرتے بلکہ قرآن نے اس بات کا رد کیا ہے اور دوسری جگہ صاف اور واضح کہا ہے کہ اگر نبی کوئی وحی یا کوئی بات گھڑتے تو اس کی بھی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ ٱلْأَقَاوِيلِ * لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ * ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ ٱلْوَتِينَ"[57]

"اگر وہ ہماری طرف کوئی بات گھڑ لیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگِ جاں کاٹ ڈالتے۔"

اس الزام کے دوسرے رخ دیکھا جائے تو صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت سامنے آتی ہے، کہ نبی ﷺ پر پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کے وجود پر اس کا گہرا اثر ہوا، اور آپ ﷺ گھر واپس آئے، اور لرزتے ہوئے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا:"زملوني زملوني" ("مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو")[58] اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ ذہنی اختراع کرنے والے لوگ عام طور پر اس قدر خوفزدہ اور متزلزل نہیں ہوتے، بلکہ خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے بھی اس اعتراض کا رد اپنی کتاب ضیاء القرآن میں کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"اگر حضور ﷺ پر وحی نعوذ باللہ کسی ذہنی اختلال یا وہم کا نتیجہ ہوتی تو اس کے اثرات، تعلیمات اور نظامِ حیات میں اضطراب یا بے ربطی ہوتی، مگر قرآن کا نظم، اس کی حکمت اور عملی نظام سب اس کے ماورائی اور الٰہی ہونے کی دلیل ہیں۔"[59]

مستشرقین کا بذاتِ خود رد

اس اعتراض کا رد نہ صرف قرآن و سنت اور اسلامی مفکرین نے کیا بلکہ اس اعتراض کا رد بعض مستشرقین نے بھی کیا:

مونٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt)

"There is no convincing reason to suppose that Muhammad was in any way mentally deranged... the theory of hallucination does not fit the facts."[60]

"ایسا کوئی قوی سبب موجود نہیں ہے جس کی بنیاد پر یہ کہا جائے کہ محمد ﷺ کسی بھی لحاظ سے ذہنی طور پر غیر متوازن تھے... وہم یا ہذیان کی تھیوری تاریخی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔"

ایلفرڈ گیلوم (Alfred Guillaume)

"The psychological explanation fails to account for the power, the moral elevation, and the enduring influence of the revelation."[61]

"نفسیاتی توجیہ وحی کی قوت، اس کے اخلاقی بلندی، اور اس کے دیرپا اثرات کی وضاحت کرنے میں ناکام ہے۔"

---

57 الحاقہ 69:44–46

58 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، تحقیق: محمد زبیر علی زئی (ریاض: دارالسلام، ۲۰۰۲ء)، رقم حدیث 3، ص 51۔

59 سید محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، (لاہور: دارالاشاعت الاسلام، تاریخ اشاعت موجود نہیں)، 1/155

60 W. Montgomery Watt, Muhammad at Mecca (Oxford: Clarendon Press1953),52.

61 Alfred Guillaume, Islam (Harmondsworth: Penguin Books, 1954), 33.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

یعنی اگر ایک مستشرق نے نبی ﷺ کے کردار پر دھبہ لگانے کی کوشش کی تو نہ صرف اسلام اور اسلامی مفکرین نے رد کیا بلکہ مغربی مفکر نے بھی اس اعتراض کو قبول نہیں کیا۔ لہذا اگر اس اعتراض کو مان بھی لیا جائے تو عقلی اور منطقی طور پر ذہن میں سوال اٹھتے ہیں جن کا جواب دینا میں اعتراض کرنے والے (برلیگ، ون، سٹیفن) پر لازم ہے:

1. جس انسان کو ذہنی اختراع یا ذہنی بیماری ہو، کیا اس کا ذہن ایک ہم آہنگ، منطقی اور بامقصد پیغام پیدا کر سکتا ہے؟

2. عرب میں اسلامی معاشرے کے اندر سماجی و معاشی انقلاب جو وحی کی بنیاد پر برپا ہوا، وہ وہم کی پیداوار کیسے ہو سکتا؟

3. کیا نبی ﷺ کی شخصیت کی سچائی (جس پر مشرقین مکہ بھی صادق و امین کہنے پر مجبور تھے)، اخلاق اور بصیرت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ آپ کسی وہم میں مبتلا تھے؟

4. واقعہ افک (حضرت عائشہؓ پر تہمت) میں تقریباً ایک مہینہ تک وحی نازل نہیں ہوئی، یہاں تک کہ نبی ﷺ کو شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا تھا، اب اگر نبی ﷺ وحی اختراع کرتے تو اتنی دیر اپنی عورت کی عزت پر بات نہ سنتے بلکہ کوئی وحی اختراع کرتے۔ لہذا یہ تمام تر دلائل ان کے اعتراض کی نفی کرتے ہیں۔

وحی-بطور مرگی کی علامت-ایک جائزہ

"وحی" ایک ماورائی عمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے منتخب شدہ بندوں کو علم وہدایت یا حکم دیتا ہے، جس کی وہ تکمیل کرتے ہیں۔ قرآن میں وحی کی نوعیت کو ایک براہ راست، شعوری، بامقصد اور ماوراء فطرت رابطے کے طور پر بیان کیا گیا ہے:

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ"[62]

"اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی انسان کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ سے براہ راست کلام کرے، لیکن جسے اللہ چاہے اُس کو یہ مقام و مرتبہ دیتا ہے، جیسے یہ مقام نبی محمد ﷺ کو دیا، اور اس مقام و مرتبہ پر پہلے تو مشرقین مکہ نے اعتراض کیا، پھر اس پر مستشرقین نے اعتراض کیا۔ اس اعتراض کے رد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ... وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ... وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ[63]

"یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کلام ہے... یہ شاعر کا قول نہیں... نہ کسی کاہن کا قول ہے"

قرآن کی یہ آیات وحی کو پاگل پن، جنون، یا پھر مرگی کی بجائے ایک معزز، باشعور ذریعہ سے منسوب کرتی ہیں۔ اللہ نے نبی کو تمام جہانوں کے لیے رحمت قرار دیا ہے، جو کہ اخلاق کا اعلیٰ ترین اعزاز و مرتبہ ہے۔

" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"[64]

"ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

---

62 الشوریٰ، 42:51

63 الحاقہ 69:40–42

64 الأنبياء 21:107

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سب مرگی کا نتیجہ ہوتا تو اس میں عالمی اخلاقی ضابطے اور استقامت کیسے ہو سکتی تھی؟ ایک تندرست و توانا انسان ہی یہ ذمہ داری ادا کر سکتا، نہ کہ کوئی ذہنی بیماری کا شکار انسان۔ قرآن اس بات کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ"[65]

"ہم نے اس قرآن کو وقفے وقفے سے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں"

اس آیت میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ قرآن کا وقفے وقفے سے نازل ہونا اور پھر لوگوں کو سنانا، ایک ذہنی بیمار انسان کا کبھی اس طرح نظم اور تسلسل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کی کیفیت بہت سنگین ہوتی تھی۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت:

"أول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم، فكان لا يرى رؤيا إلا جاءت مثل فلق الصبح، ثم حبب إليه الخلاء، وكان يخلو بغار حراء، فيتحنث فيه - وهو التعبد - الليالي ذوات العدد، قبل أن يرجع إلى أهله ويتزود لذلك، ثم يرجع إلى خديجة فيتزود لمثلها، حتى جاءه الحق، وهو في غار حراء، فجاءه الملك، فقال: اقرأ، قال: ما أنا بقارئ، قال: فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني، فقال: اقرأ، قلت: ما أنا بقارئ، فأخذني، فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني، فقال: اقرأ، فقلت: ما أنا بقارئ، فأخذني، فغطني الثالثة، ثم أرسلني، فقال: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ."[66]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، جو خواب آپ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سچا ہوتا۔ پھر آپ کو خلوت پسند آ گئی۔ آپ غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرماتے اور کئی کئی راتیں عبادت کرتے۔ جبریل علیہ السلام پہلی مرتبہ غار حرا میں آئے اور کہا: 'پڑھیے'۔ آپ نے فرمایا: 'میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔' اس پر انہوں نے مجھے زور سے پکڑا، پھر چھوڑا اور کہا: 'پڑھیے'۔ یہی عمل تین بار دہرایا، پھر کہا: "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ! اور تیرا رب بڑا کریم ہے"۔

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ وحی جسمانی کیفیت پر بھی طاری ہوتی تھی۔ آپ کو سچے خواب آتے، پھر جب غار میں آپ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا، تو آپ ڈر گئے۔ لیکن جو عمل یعنی جو آیات جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو سکھائیں وہ آپ کو یاد رہتیں، سخت بوجھ محسوس ہوتا اور پسینہ آتا، مگر بات مکمل سمجھ آتی۔ جب کہ مرگی میں یاداشت کی کمی ہو جاتی ہے۔

---

65 الإسراء 17:106

66 محمد بن اسماعیل البخاری، جامع الصحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاة، 1422ھ)، رقم الحدیث 3۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مستشرقین کے اندرونی تضادات

منٹگمری واٹ نے اس بارے میں کہتا ہے کہ:

"Muhammad was a man of surpassing ability and vision, and he was absolutely sincere in his belief in the truth of the message he had received. He was a great reformer, driven by a profound moral vision."[67]

"محمد ﷺ غیر معمولی صلاحیت اور بصیرت رکھنے والے انسان تھے، اور وہ اس پیغام کی سچائی پر مکمل یقین رکھتے تھے جو انہوں نے حاصل کیا۔ وہ ایک عظیم مصلح تھے جو گہری اخلاقی بصیرت سے سرشار تھے۔"

یعنی واٹ نے بھی آپ ﷺ کی شخصیت کی تعریف کی ہے جو کہ اس اعتراض کا رد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ولیم جیمز اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے'

"Epileptic seizures are generally marked by confusion, incoherence, and loss of memory, while the religious experiences of great mystics and prophets are characterized by clarity, vision, and enduring influence."[68]

"مرگی کے دورے عام طور پر الجھن، بے ربط خیالات اور یادداشت کی خرابی پر مبنی ہوتے ہیں، جبکہ بڑے صوفیاء اور انبیاء کے مذہبی تجربات وضاحت، بصیرت اور دیرپا اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔"

ان مستشرقین کے موقف اس دعوے کے عقلی رد میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کہ پیغمبر محمد ﷺ کی وحی کا تعلق کسی طبی بیماری سے تھا۔ دونوں مفکرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی شخصیت، تجربات، اور پیغام کسی ذہنی عارضے کی پیداوار نہیں تھے بلکہ شعور و بصیرت اور اخلاقی بلندی کا اظہار تھے۔ اس اعتراض کے دعوے میں عقلی اور منطقی سوال پیدا ہوتے ہیں:

1. کیا مرگی والا انسان 23 سالہ مسلسل وحی، واضح فصاحت و بلاغت اور قانونی و سماجی اصلاحات فراہم کر سکتا ہے؟

2. اگر نبی ﷺ واقعی مرگی کے مریض تھے (نعوذ باللہ) تو کیا ان کی روزمرہ زندگی، فیصلے، جنگی حکمت عملیاں اور سماجی معاملات میں پائی جانے والی حکمتیں اور توازن وضاحت طلب نہیں؟

3. کیا مرگی کی حالت میں آنے والی "وحی" اتنی مربوط، موضوعاتی اور وقتی ضروریات کے مطابق ہو سکتی ہے، جس کی تائید بعض مستشرقین نے بھی کی؟

4. کیا انسانی تاریخ میں کوئی دوسرا شخص جو مرگی کا مریض ہو، ایسی عالمگیر تعلیمات و پیغام پیش کر سکا ہے جو صدیوں سے کروڑوں انسانوں کی رہنمائی کر رہی ہو؟

5. اگر وحی ذہنی بیماری کا نتیجہ تھی، تو وہی کیفیت جو وحی کی حالت میں ہوتی تھی، وہ قرآن کی فصاحت، احکام کی ترتیب، اور تدریجی حکمت میں کیوں نظر نہیں آتی؟ یہ تمام تر عقلی سوالات وحی کے اس اعتراض کو رد کرتے ہیں۔

[67] Montgomery Watt, Muhammad at Mecca, Oxford: Oxford University Press, 1953),52.

, William James, The Varieties of Religious (Experience. New York: Longmans, Green, and Co., 1902),398.[68]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

خلاصہ بحث:

امریکی مستشرقین نے وحی کے تصور کو خالص مذہبی یا الہامی تناظر میں قبول کرنے کے بجائے اسے نفسیاتی، سماجی اور تاریخی زاویوں سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک وحی ایک روحانی یا ذہنی تجربہ ہے جو نبی کے باطن میں موجود شعور کی گہرائیوں سے ابھرتا ہے، نہ کہ براہِ راست خدا کی طرف سے نازل ہونے والا پیغام۔ بعض مستشرقین نے اسے تخلیقی الہام (creative inspiration) یا اجتماعی لاشعور (collective subconscious) کا اظہار قرار دیا۔ ان کے فکری رجحانات میں مذہبی تنقید، نفسیاتی تعبیر، تاریخی تشکیک اور مابعد الطبیعیاتی انکار نمایاں ہیں۔ تاہم، اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق وحی خالصتاً الٰہی اور فوقِ عقل حقیقت ہے جس کا ادراک انسان کے بس سے باہر ہے، اور اسے صرف ایمان و تصدیق کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔